

Shikar Last Episode 4

[’رکھی چھوٹی میز کی سمت اشارہ کیا۔ ’’تھہرو، میں تمہیں ابھی نکال کر دیتی ہوں۔‘‘، n’، ’’سب دم بہ خود رہ گئے۔ عالیہ نے میز کی دراز کھولی۔ لائٹر واقعی اس میں موجود تھا۔‘‘ n’، ’’جلدی کرو، یہ لائٹر مجھے دے دو۔‘‘ ڈاکٹر نصیر شاہ نے بے تابی کے ساتھ کہا۔ عالیہ نے لائٹر اُسے دے دیا، n’، ’’اب تم تینوں سامنے صوفے پر بیٹھ جاؤ اور اپنے ہاتھ سر کے پیچھے کر لو اور ہاں خیردار! کوئی غلط حرکت مت کرنا ورنہ بے دریغ گولی مار دوں گا۔‘‘ وہ غرا کر دھمکی دیتے ہوئے بولا اور پھر چھوٹی میز اپنی سمت گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ پستول سامنے رکھ کر اس نے جیب سے چابیوں کا ایک گچھا نکالا جس میں چھوٹا سا چاقو لگا ہوا تھا۔ اس نے لائٹر کا کور الگ کیا۔ اس کے بعد اس کی نلکی کا اسکرپو کھولا جس میں پتھر لگایا جاتا ہے۔ اسپرنگ نکل کر میز پر گرا، n’، ’’وہ یقیناً اسی میں ہوگی۔ پروفیسر ارشد زبیبی نے یقیناً فارمولے کی مانیٹرو فلم اسی میں چھپائی ہوگی۔ اس کے علاوہ کہیں اور نہیں ہو سکتی۔‘‘ وہ جیسے اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا۔ لائٹر اوپر اٹھا کر اس نے نلکی کے اندر جھانکا، اس کے چہرے پر اچانک مایوسی چھا گئی۔ ’’نہیں ہے، تعجب ہے، لیکن نہیں... وہ فلم اسی میں ہونی چاہیے، تھہرو۔‘‘ اس نے ماچس سے ایک تیلی نکال کر نلکی میں ڈالنا چاہی لیکن وہ بہت موٹی تھی۔ اس نے چاقو سے اسے تراش کر اندر ڈالا، ننھا سا چمق پتھر نیچے گرا لیکن اندر کوئی مانیٹرو فلم نہیں تھی۔ عالیہ نے ایک گہری سانس لی۔ ڈاکٹر نے سر اٹھایا، اس کی آنکھوں میں شدید مایوسی جھلک رہی تھی۔ ’’میرا خیال غلط تھا۔ وہ بدمعاش فارمولا اپنے دماغ میں ہی لے کر مر گیا۔‘‘ ڈاکٹر نے غصے سے کہا۔ ’’کوئی بات نہیں، اب تمہارا کام تمام کرنا باقی ہے۔‘‘ اس نے کہتے ہوئے پستول کی سمت ہاتھ بڑھایا، n’، ’’خیردار، ڈاکٹر نصیر بالکل جنبش مت کرنا ورنہ تمہاری کھوپڑی میں سوراخ کر دوں گا۔‘‘ اچانک کچن کے اندر سے آواز آئی، n’، ڈاکٹر دم بہ خود رہ گیا۔ دوسرے ہی لمحے حبیب اندر داخل ہوا۔ وسیم، یاسمین اور عالیہ تینوں حیرت زدہ نظروں سے اسے یوں گھورنے لگے جیسے وہ کسی دوسرے سیارے کی مخلوق ہو۔ یہ ناممکن تھا لیکن پھر بھی وہ ان کے سامنے کھڑا تھا اور اس کے خوفناک ریوالتور کی لمبی نال سے ڈاکٹر نصیر کے سر کو زد میں لے رکھا تھا۔ حبیب نے آگے بڑھ کر ڈاکٹر کا پستول میز سے اٹھایا اور وسیم کو دے کر کہا۔ ’’دروازہ کھولو وسیم! تمہارے دوست دروازے پر منتظر ہیں۔‘‘، n’، وسیم نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو جمیل عمر مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا، n’، ’’جمیل عمر تم پر اندھا اعتماد کرتا تھا ڈاکٹر نصیر شاہ۔‘‘ انہوں نے نفرت خیز لہجے میں کہا۔ ’’بے شک یہ صحیح تھا، کیونکہ مجھے معلوم نہ تھا کہ تمہارے خون میں یہودی خون کی آمیزش ہے جس میں مسلمانوں سے نفرت کے جراثیم پل رہے ہوں گے۔ لے جاؤ اس کٹے کو۔‘‘، n’، آدمیوں نے اندر داخل ہو کر نصیر کے بازو پکڑے۔ وہ بلا کسی مزاحمت کے اس طرح چل رہا تھا جیسے نیند کے عالم میں ہو۔ عالیہ نے اس کے جانے کے بعد بے اختیار ایک گہرا سانس لیا، n’، ’’معذرت قبول کرو عالیہ! ہم یہ ڈرامائی انداز اختیار نہیں کرتے، لیکن اپنے شبہ کی تصدیق ضروری تھی۔‘‘ جمیل عمر نے مسکراتے ہوئے کہا، n’، ’’اُل... لیکن انکل عمر! یہ حبیب...!‘‘، n’، ’’مجھے بھی معاف کر دیں، پائپ کے ذریعے بالکوئی پر چڑھنا اور کچن کی کھڑکی کھولنا دشوار ضرور تھا لیکن اس کام میں خاصی مہارت رکھتا ہوں۔‘‘، n’، ’’ایسا لگتا ہے کہ ہم کوئی جاسوسی ڈرامہ دیکھ رہے ہیں۔‘‘، n’، ’’ڈرامہ ختم ہو چکا، یہ اس کا ٹراپ سین تھا۔‘‘ جمیل عمر صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ وہ بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ ’’سنا ہے عالیہ کافی بڑی عمدہ بناتی ہے؟‘‘، n’، ’’جی ابھی لیجئے۔‘‘ عالیہ نے جلدی سے اٹھتے ہوئے کہا، n’، ’’کافی آگئی تو یاسمین نے پوچھا۔‘‘ انکل! آپ کو کیسے علم ہوا کہ ڈاکٹر نصیر یہاں پہنچ گیا ہے؟‘‘، n’، ’’تفصیل بڑی طویل ہے۔ بس یہ سمجھ لو کہ بہت دنوں سے میں اس کی نگرانی کر رہا تھا۔ پروفیسر زبیبی کی موت کے بعد سے میرا شک پختہ ہو گیا تھا اور اچانک جب اس نے واپس لوٹنے پر اصرار کیا تو میرا شبہ یقین کی حد تک بدلنے لگا تھا کہ اصل سرغنہ یہی ہے۔ کیونکہ اسے یہ معلوم کرنے کی بے چینی تھی کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ دراصل میں نے اس کو ایسی جگہ رکھا تھا جہاں سے براہ راست n’ فون پر کسی سے باتیں نہیں کر سکتا تھا؟‘‘، n’، ’’لیکن اگر سرغنہ وہ خود تھا تو پھر اپنے ہی آدمیوں کے حملے کا نشانہ کیوں بنا؟‘‘، n’، ’’کمبخت یہ بلا کا چالاک ہے۔ اس کے کسی آدمی کو یہ علم نہ تھا کہ سرغنہ ڈاکٹر نصیر ہے۔ وہ کبھی ان کے سامنے نہیں آیا۔ ساری ہدایات فون کے ذریعے دیتا تھا۔ اس لیے وہ ڈاکٹر نصیر کو ہمارا آدمی تصور کرتے تھے۔ ڈاکٹر نصیر نے خود اپنے اغوا کا حکم دیا تھا، مقصد اس کا یہ تھا کہ ہمیں اس پر پختہ یقین اور اعتماد ہو جائے۔ یہ محض اتفاق ہے کہ ہم شکل ہونے کی بنا پر وسیم اس کے حملہ آوروں کی زد میں آ گیا۔ اس نے حکم دیا تھا کہ ڈاکٹر نصیر شاہ کی بھرپور پٹائی کی جائے، لیکن خوش قسمتی سے وسیم بچ گیا۔‘‘ جمیل عمر نے کافی کا ایک گھونٹ لے کر مسکراتے ہوئے بتایا اور وسیم کی طرف دیکھتے ہوئے آگے بولے۔ ’’یاسمین سے بھی تمہاری ملاقات محض اتفاقی ہو گئی تھی۔ یاسمین نے جب مجھے تمہاری اور نصیر شاہ کی مشابہت کے بارے میں بتایا تو ایک منصوبے نے میرے ذہن میں جنم لیا۔ انجام تمہارے سامنے ہے۔‘‘، n’، ’’لیکن... تورک کا کردار سمجھ میں نہیں آیا؟‘‘، وسیم نے کہا، n’، ’’وہ ایک پیشہ ور قاتل تھا۔ وہ نصیر شاہ کا الہ کار ضرور تھا لیکن جب اسے پروفیسر ارشد زبیبی کے فارمولے کا سراغ ملا تو اس نے سوچا کہ وہ یہ فارمولا خود حاصل کر لے۔ اس لیے اپنے سرغنہ کو اطلاع دینے بغیر تم دونوں کو لے کر اس ویران جزیرے میں جا پہنچا۔ ہماری خوش بختی ہے کہ اسے کامیابی نہیں ہوئی۔‘‘، n’، ’’کیا واکر کا سفارت خانہ بھی اس سازش میں شریک تھا؟‘‘، n’، ’’ہم اس الزام کو ثابت نہیں کر سکتے اور انہوں نے قطعی لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ واکر نے جو کچھ کیا، ذاتی حیثیت میں کیا۔ ہم بھی اس مسئلے کو سفارشی پیچیدگیوں کی وجہ سے اٹھانا نہیں چاہتے، اب اس کی ضرورت بھی نہیں رہی، البتہ...‘‘ وہ سانس لینے کے لیے رُکے۔ چند لمحوں کے بعد انہوں نے دوبارہ کہا۔ ’’یہ بات ہم ثابت کر دیں گے کہ نصیر شاہ کا تعلق اسرائیل کی جاسوس تنظیم سے تھا۔ اس کا اصل نام میکس راٹھ تھا اور اسی نے پروفیسر زبیبی کو زہر دے کر قتل کیا تاکہ اس کے فارمولے پر قبضہ کر سکے۔ افسوس صرف یہ ہے کہ زبیبی کے ساتھ اس کا فارمولا بھی ختم ہو گیا۔‘‘ یہ کہتے ہوئے وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر عالیہ سے مخاطب ہو کر بولے۔ ’’عالیہ! تم لوگوں کو جو زحمت ہوئی، اس کے لیے ہم معذرت خواہ ہیں۔‘‘، n’، ’’تھہرینے جناب! ابھی ڈراپ سین باقی ہے۔‘‘ عالیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ’’میں ابھی آئی۔‘‘، n’، ’’سب حیران ہو کر ایک دوسرے کا منہ تکتے لگے۔ عالیہ چند منٹوں بعد لوٹ آئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا لفافہ تھا۔ وہ جمیل عمر سے بولی۔ ’’نرا ہاتھ ادھر لائے...‘‘، n’، ’’جمیل نے حیرت کے عالم میں ہاتھ پھیلانے تو عالیہ نے لفافہ اُلٹ دیا۔ ایک ننھی سے چمکتی ہوئی سیاہ چیز ان کی ہتھیلی پر گری۔ سب کی آنکھیں پھیل گئیں۔‘‘، n’، ’’مائیٹرو فلم! میرے خدا...! یہ کہاں سے آئی؟‘‘ جمیل نے پوچھا، n’، ’’رات جب میں نے اس

کیوں نصیر کو تحفے میں لائٹر کو گیس بھرنے کے لیے کھولا تو اچانک خیال آیا کہ پروفیسر زیبی نے آخر یہ لائٹر دیا۔ محض تجسس کی بنا پر میں نے وہ اسکرین کھولا جو نیچے لگا ہوا تھا۔ یہ فلم نیچے گر پڑی۔ میں نے فوراً سمجھ لیا کہ یہی پروفیسر ارشد زیبی کا فارمولا ہے لیکن وسیم کو یہ بتانا بھول گئی۔“، n\’ خدا خوش رکھے تمہیں، تم نے ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔“ جمیل خوشی سے بے قابو ہو کر بولے۔“ n\’ میرے لیے کیا حکم ہے جناب؟“ کچھ دیر بعد وسیم نے پوچھا۔“ n\’ آج سے تم آزاد ہو۔“ انہوں نے ہنستے ہوئے کہا۔“ n\’ لیکن سر! میں آزاد رہنا نہیں چاہتا۔۔۔ مجھے مستقل غلامی میں لے لیجئے۔“ وسیم بولا۔“ n\’ کمرہ قبہوں سے گونج اٹھا۔ یاسمین کا چہرہ شرم سے سرخ ہو رہا تھا۔
[ختم شد]‘]